13

ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی اشاعت اور ترقی کے لئے رات اور دن کام کرتی چلی جائے

(فرمودہ 25/اپریل 1952ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''مجھے چار دن سے لمبے گو (LUMBAGO)1 اور شیاٹیکا (SCIATICA)2 کی تکلیف ہے۔ ہمارے ہاں پنجابی میں لمبے گو کو چُک پڑنا یا نکلنا کہتے ہیں۔ اس میں انسان صرف ایک طرف جُھک کے کھڑا ہو سکتا ہے اور وہ بھی تکلیف سے۔ آج سے کسی قدر جسم سیدھا تو ہونے لگ گیا ہے لیکن ابھی حرکت میرے لئے تکلیف دہ ہے۔ اسی وجہ سے میں کھڑے ہو کر خطبہ نہیں کر رہا بلکہ بیٹھ کر خطبہ کر رہا ہوں۔

انسانی زندگی اگر اس سے انسان صحیح طور پر فائدہ اٹھانا چاہے تو وہ صرف عمل کا نام ہے۔ دنیا میں یہ ایک قطعی اور یقینی چیز ہے کہ انسان آتا ہے اور فوت ہو جاتا ہے۔ لیکن شاید پچاس ساٹھ سال کی عمر تک تو انسان خیال بھی نہیں کرتے کہ انہوں نے مرنا ہے۔ اور اس کے بعد کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ زندہ ہی مر جاتے ہیں۔ یعنی ہر وقت مرنے کا ہی سوچتے رہتے ہیں۔ گویا بیشتر حصہ انسانوں کا ایسا ہے کہ ایک وقت تک تو وہ سمجھتا ہے کہ مرنا ہی نہیں اور دوسرے وقت سمجھتا ہے کہ میں مر چکا ہوں۔ اِس طرح اُس کی دونوں زندگیاں بیکار چلی جاتی ہیں۔ جب وہ سمجھتا ہے کہ میں نے مرنا نہیں اُس وقت بھی وہ اپنی زندگی کسی مفید کام میں نہیں لگاتا۔ اور جب وہ سمجھتا ہے کہ

میں مر گیا اُس وقت بھی وہ اپنی زندگی کسی مفید کام میں صَرف نہیں کرتا۔ اصل اور صحیح طریقہ یہی ہے کہ انسان سمجھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کام کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ جتنا بھی کام کرلوں وہی میری زندگی کا مقصد اور وہی اس کا ماحصل ہے۔ پس انسان کو ہر تنگی، ترشی، مصیبت، آرام، خوشی اور رنج میں اپنے خیالات صرف اس طرف لگائے رکھنے چاہئیں کہ اگر میرے خاندان میں کوئی کمی ہے یا میری قربانیوں میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو اُس کو پورا کروں تا کہ میری موت کا وقت میرے لئے رنج کا موجب نہ ہو بلکہ خوشی کا موجب ہو۔ کسی شاعر نے عربی زبان میں کہا ہے

اَنْتَ الَّذِیْ وَلَدَتْکَ اُمُّکَ بَاکِیاً

وَ النَّاسُ حَوْلَکَ یَضْحَکُوْنَ سُرُوْرًا 3

تُو وہ شخص ہے کہ تیری ماں نے تجھے اس حالت میں جنا تھا کہ تُو رو رہا تھا۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو روتا ہے۔ پس وہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تُو وہ ہے کہ ماں نے جب تجھے جنا تھا تو تُو روتا تھا۔

وَ النَّاسُ حَوْلَکَ یَضْحَکُوْنَ سُرُوْرًا

لیکن لوگ تیرے اردگرد بیٹھے خوشی سے ہنس رہے تھے کہ بیٹا ہو گیا، بیٹا ہو گیا۔ گویا تُو تو روتا تھا مگر تیرے رونے پر انہیں رنج نہیں تھا بلکہ وہ خوش تھے اور ہنس رہے تھے۔ تُو رو رہا تھا کہ میں تکلیف سے اور ایک دردناک طبعی آپریشن کے ساتھ جنا گیا ہوں اور وہ خوش ہو رہے تھے کہ ہمارے خاندان میں ایک بیٹا آ گیا۔

فَاحْرِصْ عَلٰی عَمَلٍ تَکُوْنُ اِذَا بَکَوْا

فِیْ وَقْتِ مَوْتِکَ ضَاحِکاً مَسْرُوْرًا 4

پس تُو اِس بات کو دیکھ کر اَب پکّا عزم اور ارادہ کرلے کہ میں اب دنیا میں ایسے اعمال کروں گا کہ میری موت پر اَور لوگ تو رو رہے ہوں گے اور میں ہنس رہا ہوں گا۔ لوگ روتے ہوں کہ اِتنی خدمت کرنے والا اور اتنے کام کرنے والا مر رہا ہے اب ہم کیا کریں گے اور تُو خوش ہو رہا ہو کہ ان کاموں کے بعد اَب میں خدا کے پاس جا رہا ہوں جو نہ معلوم مجھے کیا کچھ انعام دے گا۔

حقیقت یہی ہے کہ انسان کو اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ مفید کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اگر وہ اس بات کی عادت ڈال لے تو اس کے پاس کوئی وقت بچ ہی نہیں سکتا جو غلط خیالات اور پراگندہ خیالات میں صَرف ہو سکے۔ پراگندہ خیالات اور غلط خیالات اُس شخص کے دل میں پیدا ہوتے ہیں جس کا وقت رائیگاں جا رہا ہو۔ لیکن جو شخص کام میں لگا ہوا ہوگا اُس کے دل میں پراگندہ اور غلط خیالات پیدا ہی کس طرح ہوں گے۔ اور اگر کسی کو کوئی ایسا صدمہ پہنچے گا بھی جو اُس کے خیالات کو پراگندہ کرنے والا ہو تو وہ فوراً اُس پر غالب آ جائے گا۔ کیونکہ کام اُس کے سامنے ہوگا اور وہ اس میں مشغول ہو جائے گا۔

ہماری جماعت کو خصوصاً یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایسے زمانہ میں پیدا کیا ہے جب ان کے سامنے کام ہی کام ہے۔ دنیا میں مختلف زمانے آتے ہیں اور ان زمانوں میں خدا تعالیٰ کی مختلف صفات اور تجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں بھی اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ الہام آتا ہے کہ اُفْطِرُ وَ اَصُوْمُ 5 یعنی کبھی کبھی میں روزہ کھولتا ہوں اور کبھی کبھی روزہ رکھتا ہوں۔ یعنی کبھی تو ہم دنیا میں ایسی تقدیر جاری کرتے ہیں کہ کام ہی کام انسان کے سامنے ہوتا ہے۔ جیسے افطاری کا وقت آ جائے تو کام بڑھ جاتا ہے اور لوگ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جلدی کرو۔ شربت لاؤ، برف لاؤ، کھجوریں لاؤ۔ اور کبھی روزے کا وقت ہوتا ہے جب انسان چُپ کر کے بیٹھا رہتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں ذکر آتا ہے۔ نادان کہتا ہے کہ کیا خدا روزہ رکھتا ہے؟ یا کیا خدا روزہ کھولتا ہے اور اُس وقت اسے بھوک لگ رہی ہوتی ہے؟ وہ شخص جو ایسا کہتا ہے وہ بیوقوف ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ ایک استعارہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسے تغیرات پیدا ہوتے ہیں کہ کام ہی کام انسان کے سامنے ہوتا ہے اور کبھی ایسے تغیرات پیدا ہوتے ہیں جب کام کا غلبہ نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ وہ ہے جو کام کا زمانہ ہے۔ جب دوسرے وقتوں میں بھی جو کام کا وقت نہیں ہوتا انسانی زندگی کا ماحصل کام کرنا ہے تو پھر اِس زمانہ میں جو کام کا ہی زمانہ ہو کام کی

اہمیت کتنی بڑھ جاتی ہے۔ اور پھر ان لوگوں کا کیا حال ہونا چاہیے جنہیں اِسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہو کہ وہ کام کریں اور کرتے چلے جائیں۔ جس طرح شہد کی مکھیاں سارا دن شہد جمع کرنے میں مشغول رہتی ہیں، جس طرح چیونٹیاں سردی کے موسم کے شروع میں غلہ جمع کرنے میں مشغول رہتی ہیں اِسی طرح ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی اشاعت اور اسلام کی ترقی کے لئے رات اور دن کام کرتی چلی جائے۔ اور اس کام کو اتنی تندہی کے ساتھ سرانجام دے کہ جو شخص بھی انہیں دیکھے وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ انسان ہیں بلکہ وہ یہ سمجھے کہ یہ شہد کی مکھیاں ہیں جو اپنے چھتّا میں شہد جمع کر رہی ہیں یا یہ چیونٹیاں ہیں جو سردی کے موسم کے لئے غلہ جمع کرنے میں لگی ہوئی ہیں اور ان کو سوائے اِس کام کے اپنے تن من دھن کی کوئی ہوش ہی نہیں۔''

(الفضل 2 مئی 1952ء)

1: **لمبے گو:** چک، وجع المفاصل۔ کمر درد۔ گنٹھیا کا درد۔

2: **شیاٹیکا:** ٹانگ کا درد جو HIP سے پاؤں تک کے مختلف حصوں میں ٹیس کی شکل میں اُٹھتا ہے۔

4،3: مجانی الادب الجزء الثانی مطبوعہ بیروت صفحہ 43 پر یہ شعر اس طرح ہیں

''یَـــا ذَا الَّـــذِیْ وَلَـدَتْکَ اُمُّکَ بَـاکِیـاً
وَ الـنَّـــاسُ حَـوْلَکَ یَضْـحَـکُوْنَ سُـرُوْرًا
اِحْـرِصْ عَـلٰـی عَـمَـلٍ تَـکُوْنُ بِـہٖ مَتٰی
یَبْـکُـوْنَ حَـوْلَکَ ضَـاحِـکـاً مَّسْـرُوْرًا''

5: تذکرہ صفحہ 421۔ ایڈیشن چہارم